# 93579- بغیر ڈیوٹی کیے تنخواہ لینا

## سوال

میری کنیت ام .... ہے میں نے اپنے گھر کے قریب ہی ایک سکول میں بطور مدرسہ ملازمت کرتی رہی ہوں، پھر کچھ عرصہ بعد مجھے گھر سے دور ایک ایسے سکول میں ٹرانسفر کر دیا گیا جہاں مرد و عورت کا اختلاط ہے، لیکن میں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا، اور میری تنخواہ جاری ہے اسے نہیں روکا گیا، بنک میں موجود میری اس تنخواہ کا حکم کیا ہے ؟

کیا میں یہ رقم اپنے خاوند کو دے سکتی ہوں یہ علم میں رہے کہ امن و امان کے اسباب کے باعث میرا خاوند ملازمت سے موقوف ہے؛ کیونکہ اس کا بھائی ایک اسلامی تنظیم سے وابستہ تھا، یہ علم میں رہے کہ ہمیں اس وقت رقم کی بہت شدید ضرورت ہے، اور جیسا کہ معروف ہے کہ تنخواہ کی یہ رقم حکومت کو واپس نہیں جا سکتی، بلکہ خزانچی ہی رکھ لینگے ؟

## پسندیدہ جواب

ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ اللہ تعالی کی حرام کردہ اشیاء پر غیرت رکھتی ہیں، اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ جیسی مسلمان عورتیں اور زیادہ کرے، اور آپ کو مرد و عورت سے مختلط سکول میں ملازمت نہ کرنے پر اجر و ثواب عطا فرمائے؛ کیونکہ وہاں ملازمت کرنا شریعت اسلامیہ کے خلاف اور شرعی حدود سے تجاوز ہے، اور معاصی و گناہ میں مبتلا ہونا ہے.

رہا مسئلہ یہ کہ جو تنخواہ آپ کی جاری ہو چکی ہے اور آپ نے ڈیوٹی ادا نہیں کی: اس کے متعلق آپ کو علم ہونا چاہیے کہ اس کی دو وجوہات ہیں:

یا تو انہیں اس کا علم ہے، اور وہ جانتے ہیں حتی کہ یہ معاملہ سدھر جائے.

یا پھر انہیں اس کا علم نہیں اور وہ جانتے تک نہیں ہیں.

اگر تو پہلی صورت ہے تو پھر آپ کے لیے وہ تنخواہ حلال ہے، اس کے جائز ہونے میں کوئی اشکال نہیں.

اور اگر دوسری صورت ہے تو آپ کے لیے یہ تنخواہ لینی جائز نہیں نہ تو آپ خود لے سکتی ہیں، اور نہ ہی آپ اپنے خاوند کو دے سکتی ہیں، بلکہ آپ محکمہ تعلیم کو وہ تنخواہ واپس کر دیں.

اور یہ علم میں رکھیں کہ آپ اور سرکاری محکمہ جس نے آپ کو ملازمت دی ہے کے مابین ایک معاہدہ ہوا ہے، جس کا آپ کو التزام کرنا ضروری ہے، جس میں شرعی کوئی مخالفت نہ ہوتی ہو، اور معروف معاہدہ جات کا تقاضہ یہ ہے کہ ملازم اپنے کام کے عوض میں تنخواہ لیتا ہے، اور اگر وہ کام نہیں کرتا یا پھر کام پر نہ جائے تو اس کی تنخواہ رک جاتی ہے، لیکن اگر اس کا سبب محکمہ خود ہو یا وزارت یا پھر کام والے کی جانب سے کوئی سبب ہو، اور معاہدہ کی شق میں یہ بات بیان کرنا ممکن ہے کہ معاملات سدھرنے تک تنخواہ جاری رہے گی، اگر تو معاملہ ایسا ہی ہے تو پھر تنخواہ لینے آپ کا حق ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں.

اور ہو سکتا ہے محکمہ اور آپ کے مابین ملازمت کے معاہدہ میں یہ شق بھی ہو مثلا: اس شق کا تقاضا یہ ہو کہ آپ اسی جگہ پر کام کریں جہاں وہ مناسب سمجھیں، اور کام نہ کرنے کی حالت میں آپ کو تنخواہ جاری نہیں ہوگی، اس لیے اگر یہ حالت ہو تو پھر آپ کے لیے تنخواہ لینی حلال نہیں، اور آپ کو اس کا اختیار ہے کہ آپ تدریس کے لیے شرعی جگہ پر رہنے کی کوشش کریں، یا پھر ملازمت ترک کر دیں.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

سرکاری محکموں میں بعض ملازمین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ڈیوٹی سے نصف گھنٹہ لیٹ آتے ہیں، یا پھر ڈیوٹی ختم ہونے سے نصف گھنٹہ قبل چلے جاتے ہیں، اور بعض اوقات ایک گھنٹہ یا اس سے بھی زیادہ لیٹ ہوتے ہیں تو اس کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

"ظاہر تو یہی ہوتا ہے کہ یہ جواب کا محتاج نہیں؛کیونکہ معاوضہ کام کے عوض میں ہوتا ہے، تو جس طرح ملازم یہ چاہتا ہے کہ گورنمنٹ اس کی تنخواہ سے کچھ کمی نہ کرے، اسی طرح گورنمنٹ کے حق میں بھی کمی نہیں کرنی چاہیے، اس لیے کسی بھی انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ڈیوٹی کے مقررہ وقت سے تاخیر کرے، اور نہ ہی ڈیوٹی ختم ہونے سے پہلے جائے.

سائل کہتا ہے :

لیکن بعض یہ دلیل پیش کرتے ہیں اس وقت اصل میں کوئی کام ہوتا ہی نہیں، کیونکہ کام بہت تھوڑا ہے ؟

شیخ کا کہنا ہے :

مہم یہ ہے کہ آپ کی ڈیوٹی وقت کے ساتھ مربوط ہے نہ کہ کام کے ساتھ، یعنی آپ سے یہ کہا گیا ہے کہ : آپ نے اس وقت سے لیکر اس وقت تک ڈیوٹی دینی ہے.جس کی تنخواہ اتنی ہو گی، چاہے اس میں کام ہو یا نہ ہو، اس لیے جب تنخواہ وقت کے ساتھ مربوط ہو تو پھر اس وقت کو پورا کرنا ضروری ہے، یعنی وہ ڈیوٹی وقت پورا کرنا ہوگا، وگرنہ جس میں حاضر ہی نہیں ہوئے اس کا باطل کھائینگے.

دیکھیں : الباب المفتوح (9) سوال نمبر (3).

شیخ رحمہ اللہ سے یہ سوال بھی کیا گیا :

میں سرکاری ملازم ہوں، بعض اوقات مجھے اضافی کام کرنا پڑتا ہے، جس محکمہ میں ملازم ہوں اس کی جانب سے مجھے اور میرے کچھ ساتھیوں کو پنتالیس یوم تک ڈیوٹی کے بعد بھی کام کرنے کا کہا گیا، میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈیوٹی پر حاضر ہونے پر حریص تھا، لیکن انہوں نے مجھے بتایا بھی نہیں، اور جب میں نے ان میں سے ایک سے دریافت کیا تو اس نے مجھے کہا کہ ابھی آپ کی باری نہیں آئی، حتی کہ وہ مدت ختم ہوگئی اور محکمہ کی جانب سے میری اور میرے ساتھیوں کی اضافی تنخواہ بھی آگئی، میں اس معاملہ میں پریشان ہوں کہ آیا میرے لیے یہ رقم حلال ہے یا حرام ؟

یہ علم میں رہے کہ میرا اور میرے محکمہ کا افسر میرے کام سے خوش ہے، کہ ان کی نظر میں میں ایک چست ملازم کی حیثیت رکھتا ہوں ہوسکتا ہے یہ رقم میری اس حرص اور کام اچھی طرح کرنے کی وجہ سے ہو کیونکہ میری تنخواہ تھوڑی ہے، اور اگر میرے لیے یہ رقم حلال نہیں تو میں اس کا کیا کروں ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

"یہ سوال بہت زیادہ ہوتا ہے.

اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ : کیا یہ حق ہے یا باطل ؟

انسان نے جو یہ رقم ایک معین کام کی بنا پر حاصل کی ہے آیا اس نے یہ کام کیا بھے ہے یا نہیں ؟

اس نے کام نہیں کیا، اگر اس نے کام کیا ہی نہیں تو پھر یہ رقم لینا ناحق ہوگی، اور ناحق مال لینا مکمل طور پر باطل طریقہ سے مال کھانا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ امانت میں خیانت بھی ہے، حتیٰ کہ اگر افسر اس کی موافقت بھی کرے تو وہ خائن ہے، اور یہ مال اس کا نہیں، یعنی اس افسر کا نہیں، حتیٰ کہ جس طرح وہ چاہے اس مال میں تصرف کرتا پھرے، یہ مال تو حکومت کا ہے، اور میرے خیال کے مطابق اس سائل نے اپنے کیے سے توبہ کرلی ہے,....

دیکھیں: الباب المفتوح (114) سوال نمبر (15).

شیخ رحمہ اللہ سے یہ سوال بھی کیا گیا:

میں ایک بستی کے گورنر ہاؤس میں ملازم تھا جو میرے گھر سے (75) کلومیٹر دور ہے، راستہ بھی صحرا اور شدید سخت ہے، جب میں بار بار وہاں جاتا تو مجھے بہت مشقت ہوتی، اس لیے میں اس علاقے کے امیر سے کہا کہ مجھے ہفتہ میں دو یوم ڈیوٹی کی اجازت دے دو، تو وہ مجھے کچھ روز رخصت دیتا، اور بعض اوقات رخصت نہ دیتا، اس طرح دو برس بیت گئے، تو جن ایام میں حاضر نہیں ہوا اور امیر کی اجازت بھی نہ تھی ان کا حکم کیا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

جن ایام میں آپ بغیر اجازت ڈیوٹی سے غائب رہے ہیں ان ایام کی تنخواہ لینا حلال نہیں؛ کیونکہ تنخواہ کام کے عوض میں ہے، اور جب آپ کام مکمل کرینگے تو تنخواہ بھی پوری لینے کے حقدار ہیں، اور اگر کام کیا ہے تو تنخواہ پوری لینے کا حق نہیں رکھتے، اور اگر اب آپ نے بغیر کمی کے پوری تنخواہ لی ہے تو آپ کے لیے ضروری ہے کہ اگر ممکن ہو سکے تو آپ نے جس سے لی ہے اسے واپس کریں، اور اگر آپ کو پوچھ گچھ اور مشقت کا ڈر ہے تو پھر آپ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اسے صدقہ کردیں، یا پھر مسجد میں صرف کردیں، یا پھر عموی راستہ کی مرمت میں لگا دیں، تاکہ اس سے گناہ سے بچ سکیں.

سائل:

میں نے اپنے اسی افسر سے اجازت لی ہو تو کیا حکم ہے؟

الشیخ:

اگر آپ نے اس سے اجازت لے رکھی ہے، یعنی اپنے افسر سے اجازت لی ہے اور آپ کو علم ہے کہ کام کو آپ کی ضرورت ہے، تو پھر آپ اس کی اجازت قبول نہ کریں، آپ کا حاضر ہونا ضروری ہے، چاہے وہ آپ کو نہ آنے کی اجازت بھی دے، لیکن اگر کام اور محکمہ میں آپ کی ضرورت نہیں اور آپ کو افسر اجازت دے تو پھر مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں"

دیکھیں: الباب المفتوح (14) سوال نمبر (17).

واللہ اعلم.